مقالات ومضامین

اسلام میں قربانی کا مقام

حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری
ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان

قربانی کا تاریخی پس منظر: قربانی کی تاریخ اتنی ہی پرانی ہے جتنی پرانی خود مذہب یا انسان کی تاریخ ہے۔ انسان نے مختلف ادوار میں عقیدت وفدائیت، سپردگی وجانثاری، عشق ومحبت، عجز ونیاز، ایثار وقربانی اور پرستش وبندگی کے جو جو طریقے اختیار کئے، اللہ تعالیٰ کی شریعت نے انسانی نفسیات اور جذبات کا لحاظ کرتے ہوئے وہ تمام ہی طریقے اپنی مخصوص اخلاقی اصلاحات کے ساتھ خدا تعالیٰ کے لئے خاص کر دیئے۔ انسانوں نے اپنے معبودوں کے حضور جان کی قربانیاں بھی پیش کیں اور یہی قربانی کا اعلیٰ مظہر ہے۔ خدا تعالیٰ نے اس کو بھی اپنے لیے خاص کرلیا اور اپنے سوا ہر ایک کے لئے اس کو قطعاً حرام قرار دے دیا۔

انسانی تاریخ میں سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں ہابیل اور قابیل کی قربانی ہے۔ قرآن پاک میں بھی اس قربانی کا ذکر ہے، ارشاد ہے: ''اور ان کو آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں کا قصہ بھی ٹھیک ٹھیک سنا دیجئے، جب ان دونوں نے قربانی کی تو ایک کی قربانی قبول ہوئی اور دوسرے کی قبول نہ ہوئی۔'' (مائدہ: ۲۷) اس قبولیت اور عدم قبولیت کی وجہ دراصل یہ تھی کہ ہابیل نے دل کی آمادگی سے رضائے الٰہی کی خاطر بہترین دنبے کی قربانی پیش کی اور قابیل نے بے دلی سے ناکارہ غلے کا ایک ڈھیر پیش کر دیا۔

قربانی کا حکم تمام آسمانی شریعتوں میں ہمیشہ موجود رہا ہے اور ہر اُمت کے نظام عبادت میں اسے ایک لازمی جزو کی حیثیت حاصل رہی ہے، جیسا کہ اوپر کی آیت میں اس کا واضح ثبوت ملتا ہے۔ البتہ مختلف زمانوں، قوموں اور مختلف ملکوں کے انبیاء کی شریعوں میں ان کے حالات کے پیش نظر قربانی کے قاعدے اور تفصیلات جدا جدا رہی ہیں۔ لیکن بنیادی طور پر یہ بات تمام آسمانی شریعتوں میں مشترک رہی ہے کہ ''جانور کی قربانی صرف اللہ کے لئے کی جائے اور اسی کا نام لے کر کی جائے۔'' ''پس ان جانوروں پر صرف اللہ کا نام لو۔'' (الحج: ۳۶)

قربانی ایک عظیم یادگار: قرآن حکیم جس انداز سے قربانی کی اہمیت بیان فرماتا ہے، اس سے ایک بنیادی تصور یہ معلوم ہوتا ہے کہ قربانی اللہ کے پیارے خلیل سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی یادگار تھی اور پھر یہ یادگار دنیا کی

آخری ''ملت مسلمہ'' کو عطا کر دی گئی۔ دنیا کی ہر قوم اپنے قومی تصور اور تشخص کو مضبوط رکھنے کے لئے کچھ نہ کچھ روایات رکھتی ہے جن کی پابندی اس قوم میں نہایت احتیاط اور اہتمام سے کی جاتی ہے۔ حتیٰ کہ آج دور جدید کی بہت سی مہذب ترین قومیں اپنی کئی ایسی قومی یادگاروں کو مناتی چلی آرہی ہیں جن کی لغویت اور بے ہودگی خود ان پر اور ساری دنیا پر عیاں ہے، لیکن ان رسموں کی پابندی کی وجہ محض یہ ہے کہ ان کے خیال کے مطابق یہ رسمیں ان کی قومی زندگی کا شیرازہ باندھتی ہیں اور افرادِ قوم میں قومی وجود کا احساس زندہ رکھتی ہیں۔ چنانچہ امت مسلمہ کو بھی شریعت کی طرف سے کچھ یادگاریں عطا کی گئیں جو زیادہ تر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ''ملت حنیف'' سے ماخوذ ہیں اور قربانی کو ان سب میں ایک نہایت اعلیٰ مقام حاصل ہے۔

اس وقت دنیا کے ہر خطے میں مسلمان جو قربانی کرتے ہیں اور ذبح عظیم کا جو منظر پیش ہوتا ہے وہ دراصل وہی ابراہیمی یادگار اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کا فدیہ ہے۔ قرآن میں اس عظیم قربانی کے واقعہ کو پیش کر کے اس کو اسلام، ایمان اور احسان قرار دیا گیا۔

ملت ابراہیمی کی حقیقت قربانی ہے: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسلام کی ترجمانی قبول کر لی تو ساتھ ہی اپنی زندگی کو اسلام کی عملی تفسیر بنا کر پیش کیا اور دنیا پر واضح کیا کہ اسلام کی حقیقت اللہ کے سامنے اس طرح جھک جانا ہے کہ زندگی کی باقی تمام دلچسپیاں ضمنی اور ثانوی ہو کر رہ جائیں اور ایک اللہ کی رضا طلبی زندگی کے ہر شعبے پر حاوی ہو جائے۔ حتیٰ کہ اپنے مولا کی رضا حاصل کرنے کے لئے کوئی قربانی مشکل نظر نہ آئے۔ چنانچہ ملت حنیف کے بانی اور اسلام کے اس علمبردار نے یہ سب کچھ کر دکھایا اور اپنے ربانی مشن کی سربلندی کے لئے ایثار و قربانی کا ہر مرحلہ مسکرا کر اختیار کیا۔ اس سلسلے میں آپ کی زندگی میں اپنے گھر، خاندان اور اعزہ و اقارب سے قطع تعلق کا مرحلہ بھی آیا۔ اپنی پوری قوم اور اہل سلطنت کی جانب سے بائیکاٹ کی نوبت آئی تو اسے بھی برداشت کیا اور اپنے مقاصد کو ان چیزوں پر قربان نہ ہونے دیا، پھر ثابت قدمی کے امتحان کا ایک ایسا مقام آیا کہ اعلان توحید اور معبودان باطلہ کی مخالفت کے سبب اپنے آپ کو دھکتی ہوئی آگ کے سپرد کر دیا اور اس طرح راہ خدا میں اپنی جان کی قربانی دینا بھی ذرہ بھر گراں نہ گزرا...... یہ اور بات ہے کہ قدرت خداوندی نے معجزہ کر دکھایا۔ اور آپ کی جان کو محفوظ رکھا۔ مگر ابراہیمی قربانیوں کی آخری منزل ابھی باقی تھی اور پھر زندگی میں وہ وقت بھی آیا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر اپنی جان کے ٹکڑے یعنی اپنے چہیتے اور عزیز ترین لخت جگر کی قربانی کا اللہ کی جانب سے حکم ہوا۔ یہ وہ مقام ہے جہاں کوئی انسان دل قائم رکھ نہیں سکتا، لیکن اللہ کے خلیل ہیں کہ ہنسی خوشی اس حکم کی تعمیل کے لئے تیار ہو جاتے ہیں اور اپنی طرف سے کر بھی گزرتے ہیں۔

یہ قربانی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سفر تسلیم و رضا کی آخری منزل تھی اور اس سے یہ بات عیاں ہو گئی

کہ واقعی وہ اسلام کی حقیقت کے اعلیٰ ترین مقام پر فائز ہیں، یعنی اللہ کے سامنے جھک گئے ہیں اور ایسی شان سے اس کے دربار میں گردن رکھ دی کہ اپنی آخری پیاری سے پیاری متاع اپنے مولا کے ایک اشارے پر قربان کرنے کے لئے ہر وقت تیار ہیں۔اب اس قربانی کے تصور کو دنیا میں ہمیشہ باقی رکھنا لازمی تھا، تاکہ ابراہیمی اسلام کی حقیقت لوگوں پر آشکار ہوتی رہے۔ لہٰذا اسے ابدی یادگار بنا کر اس قوم میں جاری کیا گیا جو امت مسلمہ کے نام سے پکاری جاتی ہے، کیونکہ یہی قوم حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی وارث اور جانشین ہے۔اس لئے ابراہیمی یادگاروں کا سرمایۂ عظمیٰ اس قوم کے سپرد ہونا چاہئے تھا اور اس کے سپرد کیا بھی گیا۔یہی وجہ ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کو اسلام میں جاری فرمایا تو ساتھ ہی اس کا پس منظر بھی بیان فرمایا کہ یہ تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی یادگار سنتِ ابراہیمی ہے۔

قربانی کی حقیقت وفضیلت: قربانی دراصل اس عزم ویقین اور سپردگی وفدائیت کا عملی اظہار ہے کہ آدمی کے پاس جو کچھ بھی ہے وہ سب اللہ ہی کا ہے اور اس کی راہ میں یہ سب قربان ہونا چاہئے۔ یہ دراصل اس حقیقت کی علامت اور پیش کش ہے کہ اس کا اشارہ ہوگا تو ہم اپنا خون بہانے سے بھی دریغ نہ کریں گے۔اسی عہد وپیماں اور سپردگی وفدائیت کا نام ایمان واسلام اور احسان ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قربانی اور فداکاری کی روح پوری زندگی میں جاری وساری رکھنے کی تعلیم دیتے ہوئے یہ ہدایت کی گئی ہے، ''کہہ دیجئے کہ میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت سب اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔اس کا کوئی شریک نہیں، مجھے اس کا حکم ملا ہے، اور میں سب سے پہلا فرمانبردار ہوں۔'' (انعام:۱۶۲۔۱۶۳)

خدا پر پختہ ایمان اور اس کی توحید پر یقین کامل کے معنی ہی یہ ہیں کہ آدمی کی ساری تگ ودو اس کی رضا کے لئے مخصوص ہو اور وہ سب کچھ اسی کی راہ میں قربان کر کے اپنے ایمان واسلام اور وفاداری وجاں نثاری کا ثبوت دے۔

جن احادیث مبارکہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کی فضیلت کا ذکر فرمایا ہے ان میں سے چند پیش خدمت ہیں:

☆-صحابہ کرامؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یا رسول اللہ! یہ قربانی کیا چیز ہے؟ فرمایا:''یہ تمہارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔'' انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں ہمارے لئے کیا اجر وثواب ہے؟ فرمایا:''ہر بال کے عوض ایک نیکی ہے۔'' صحابہؓ نے عرض کیا اور اون کے بدلے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟ فرمایا:''اون کے ہر ہر روؤں کے بدلے بھی ایک نیکی ملے گی''۔

☆- نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:''انسان نے قربانی کے دن کوئی ایسا عمل نہیں کیا جو اللہ

کے نزدیک خون بہانے سے زیادہ محبوب ہو۔" (ترمذی وابن ماجہ)

☆-ایک حدیث میں ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہؓ سے فرمایا: "فاطمہؓ! اٹھو اپنی قربانی کے جانور کے پاس کھڑی ہو، اس لئے کہ اس کے ہر قطرۂ خون کے بدلے تمہارے گناہ معاف ہو جائیں گے۔" حضرت فاطمہؓ نے پوچھا کہ یہ خوشخبری صرف ہم گھر والوں ہی کے لئے ہے یا عام مسلمانوں کے لئے بھی؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا: "ہمارے لئے بھی ہے اور سارے مسلمانوں کے لئے بھی۔" (مسند بزار)

قربانی کا حکم ساری اُمت کے لئے ہے: قربانی ایک اہم عبادت ہے اور شعائرِ اسلام میں سے ہے۔ اگرچہ یہ حج کے اعمال میں سے ایک اہم عمل ہے، لیکن رحیم وکریم خدا نے اس عظیم شرف سے ان لوگوں کو بھی محروم نہیں رکھا جو مکۃ المکرمہ سے دور ہیں اور حج میں شریک نہیں ہیں۔ قربانی کا حکم صرف ان لوگوں کے لئے نہیں ہے جو بیت اللہ کا حج کر رہے ہوں، بلکہ یہ عام حکم ہے اور سارے صاحب حیثیت مسلمانوں کے لئے ہے اور پھر جس آیت میں نماز وقربانی اور زندگی وموت کا خدا کے لئے ہی ہونا ذکر کیا گیا ہے اس سے یہ بھی حقیقت واضح ہوتی ہے کہ یہ حکم صرف حج کے ساتھ خاص نہیں ہے۔ نیز سورۃ کوثر میں ارشاد ربانی ہے: "پس اپنے پروردگار کے لئے نماز پڑھئے اور قربانی کیجئے۔"

اس سے بھی صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ عمومی حکم ہے اور اس سے مراد مناسک حج کے علاوہ عام قربانی ہے اور یہ حقیقت احادیث رسولؐ سے بھی ثابت ہے۔ چنانچہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دس سال تک مدینہ منورہ میں قیام پذیر رہے اور برابر ہر سال قربانی کرتے رہے۔ (ترمذی)

اسی طرح حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص استطاعت رکھتا ہو، پھر قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ میں نہ آئے۔" (مسند احمد وابن ماجہ)

قربانی کے جانور خدا پرستی کی نشانی ہیں: فرمان الٰہی ہے: "اور قربانی کے اونٹوں کو ہم نے تمہارے لئے اللہ کی نشانیاں بنایا ہے۔" (الحج:۳۶) شعائر "شعیرۃ" کی جمع ہے۔ شعیرہ اس مخصوص علامت کو کہتے ہیں جو کسی روحانی اور معنوی حقیقت کی طرف متوجہ کرے اور اس کی یاد کا سبب اور علامت بنے۔ قربانی کے یہ جانور اس روحانی حقیقت کی محسوس علامت ہیں کہ قربانی کرنے والا دراصل ان جذبات کا اظہار کر رہا ہے کہ ان جانوروں کا خون حقیقت میں میرے خون کا قائم مقام ہے، مری جان بھی راہ خدا میں اسی طرح قربان ہے جس طرح میں اس جانور کو قربان کر رہا ہوں۔

قربانی اللہ کی نعمت کا عملی شکر ہے: قرآن کا بیان ہے: "اسی طرح ان جانوروں کو ہم نے تمہارے لئے مسخر کر دیا تا کہ تم شکر ادا کرو۔" (الحج:۳۶) خدا نے جانوروں کو انسان کے لئے مسخر فرما کر اس پر عظیم احسان کیا

ہے۔انسان جانوروں سے گونا گوں فائدے اٹھاتا ہے جومحتاج بیان نہیں ہیں۔قرآن ان کی طرف اشارہ کرکے اور ان کی تسخیر کا ذکر فرما کر خدا پرستی اور احسان مندی کے جذبات کو ابھارنا چاہتا ہے اور یہ طرز فکر پیدا کرنا چاہتا ہے کہ جس خدائے بزرگ و برتر نے یہ عظیم الشان نعمت عطا کی ہے اس کے نام پر ان کی قربانی ہونی چاہئے۔قربانی خدا کی نعمت کا عملی شکر ہے۔

قربانی، اللہ کی عظمت اور کبریائی کا اظہار ہے: فرمان خداوندی ہے: ''خدا نے اس طرح چوپایوں کو تمہارے لئے مسخر کر دیا ہے تا کہ تم اس کی بخشی ہوئی ہدایت کے مطابق اس کی بڑائی اور کبریائی کا اظہار کرو۔'' (الحج:۳۷) یعنی ان جانوروں کا اللہ کے نام پر ذبح کرنا درحقیقت اس چیز کا اعلان ہے کہ جس خدا نے یہ نعمت عطا کی ہے وہی ان کا مالک حقیقی ہے۔قربانی اس حقیقی مالک کا شکریہ بھی ہے اور اس بات کا عملی اظہار بھی کہ مومن دل سے خدا کی بڑائی، عظمت اور کبریائی پر یقین رکھتا ہے۔جانور کے گلے پر چھری رکھ کر وہ اس حقیقت کا عملی اظہار کرتا ہے اور اس حقیقت کا اعتراف زبان سے ''بسم اللہ'' اور ''اللہ اکبر'' کہہ کر کرتا ہے۔

قربانی کی حقیقی روح: اسلام سے پہلے لوگ قربانی کرکے اس کا گوشت بیت اللہ کے سامنے لاکر رکھتے اور اس کا خون خانہ کعبہ کی دیواروں پر لتھیڑتے تھے۔قرآن کریم نے بتایا کہ خدا کو تمہارے اس گوشت وخون کی ضرورت نہیں ہے۔اس کے یہاں تو قربانی کے وہ جذبات پہنچتے ہیں جو ذبح کرتے وقت تمہارے دلوں میں موجزن ہوتے ہیں یا ہونے چاہئیں۔قربانی خون اور گوشت کا نام نہیں بلکہ اس حقیقت کا نام ہے کہ ہمارا سب کچھ خدا کے لئے ہے اور اسی کی راہ میں قربان ہونے کے لئے ہے۔

قربانی کرنے والا صرف جانورو کے گلے پر ہی چھری نہیں پھیرتا بلکہ وہ ساری ناپسندیدہ خواہشات کے گلے پر بھی چھری پھیر کر ان کو ذبح کر ڈالتا ہے۔اس شعور کے بغیر جو قربانی کی جاتی ہے وہ ابراہیم علیہ السلام واسماعیل علیہ السلام کی سنت نہیں بلکہ ایک قومی رسم ہے،جس میں گوشت و پوست کی فراوانی تو ہوتی ہے،لیکن وہ تقویٰ ناپید ہوتا ہے جو قربانی کی روح ہے۔چنانچہ ارشاد الٰہی ہے: ''اللہ تعالیٰ کو ان جانوروں کا گوشت اور خون ہرگز نہیں پہنچتا بلکہ اس کو تمہاری جانب سے تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے۔'' (الحج:۲۷)

اللہ تعالیٰ کی نظر میں اس قربانی کی کوئی قیمت نہیں،جس کے پیچھے تقویٰ کے جذبات نہ ہوں۔خدا کے دربار میں وہی عمل مقبول ہے،جس کا محرک اس کا تقویٰ ہو،کیونکہ ارشاد خداوندی ہے: ''اللہ صرف متقیوں کا عمل ہی قبول کرتا ہے۔'' (المائدہ:۲۷)

☆☆......☆☆